رستم و سہراب

(1) اردو میں ڈرامہ کے آغاز و ارتقاء پر روشنی ڈالیے اور اردو کے بہترین ڈراموں کی نشاندہی کیجئے۔

جواب:- ارتقاء کے سفر میں اردو ادب کے سامنے دو نمونے تھے۔ ایک فارسی اور دوسرا سنسکرت۔ قدیم ہندوستان میں ڈرامہ اپنے عروج کو پہنچ گیا تھا۔ سنسکرت میں اعلیٰ پائے کے ڈرامے لکھے گئے۔ لیکن جس طرح دوسرے اصنافِ سخن اردو سنسکرت کے قدیم ادبی سرمایہ سے بہرہ نہ سکی اسی طرح اردو فنِ ڈرامہ پر بھی سنسکرت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اسی صورتِ حال پر تاریخی اور تہذیبی توجیہ کی جا سکتی ہے۔ یعنی تاریخی و تہذیبی عناصر نے اردو کو فارسی کے قریب رکھا۔ اردو کو فارسی سے کوئی ڈرامہ کا نمونہ نہیں ملا۔ اردو میں ڈرامہ کے آغاز کو انیسویں صدی کے وسط تک ہی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ہندوستان میں یورپی اثرات کا داخلہ ہو چکا تھا۔

ڈاکٹر عبدالعلیم نامی کی تحقیقات کے مطابق سب سے پہلے پرتگالیوں نے عیسائی مذہب کی تبلیغ کے لئے "تماشے" کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا۔ پھر انگریزوں نے ۱۷۷۵ء میں بمبئی تھیٹر کی بنیاد ڈالی۔ ۱۸۰۶ء میں یہ تھیٹر بند ہو گیا۔

لیکن ۱۸۴۷ء میں کلکتہ کے سیٹھ نام کا ایک شخص نے بمبئی میں
اس نے تھیٹر کا اجراء کیا۔ ۲۶ نومبر ۱۸۵۳ء کو ڈاکٹر لاؤ نے
"راجہ گوپی چند اور جالندھر" تماشا ایک تھیٹر میں دکھایا۔ اس
کے بعد اردو تھیٹر کو آگے بڑھانے میں پارسیوں نے خوب حصہ لیا۔
ان لوگوں نے ۱۸ فروری ۱۸۵۵ء کو نیم حکیم اور قتل عام
ڈرامہ بمبئی میں اسٹیج کیا۔ اسی عہد میں واجد علی شاہ
نے بھی اردو ڈرامہ لکھا اور لکھوایا۔ رام بابو سکسینہ مصنف
تاریخ زبان اردو کے مطابق سب سے پہلے اردو ڈرامہ
اندر سبھا ہے۔ جس کو امانت شاگرد ناسخ نے ۱۸۵۳ء
نے تصنیف کیا تھا۔ لیکن ڈاکٹر عبدالعلیم نامی کی تحقیق
کے مطابق واجد علی شاہ نے اردو میں سب سے پہلے
رادھا اور کنہیا ڈرامہ لکھا۔ جس میں زعفران
زعفران پری، کنہیا اور رادھا جیسے تمثیلی کردار
ملتے ہیں۔ یہ ڈرامہ پہلی دفعہ ۱۸۴۳ء میں شاہی
محل میں کھیلا گیا۔ اور واجد علی شاہ نے تین ڈرامے
لکھے۔ امانت کی اندر سبھا منظوم ہے اسکی زبان بہت
سلیس اور سادہ ہے۔ اس ڈرامہ کی نہ صرف تاریخی
بلکہ ادبی اہمیت بھی موجود ہے۔ اس میں قافیہ بندی اور
گرمر سے بھی کام لیا گیا ہے امانت کی اندر سبھا کے
طرز پر کئی دوسرے اندر سبھائیں لکھی گئیں لیکن ان میں نہ
فنی محاسن ہے اور نہ ہی ڈرامائی شان۔ اس سلسلے میں
مداری لال کے اندر سبھا کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔

جو ادبی حیثیت سے امانت کے مقابلہ کی چیز ہیں، لیکن اس میں ڈرامائی انداز نسبتاً زیادہ ہے۔

اس کے بعد اردو ڈرامہ نگاروں کی صف سامنے آئی جن میں حسن لکھنوی، رونق بنارسی، طالب بنارسی، احسن اور ظریف قابلِ ذکر ہیں۔ ظریف اچھے ڈرامہ نگار تھے۔ انہوں نے چاند بی بی، گل بکاؤلی، ایک دستبر، شیریں فرہاد، حاتم طائی جیسے ڈرامے لکھے۔ نرائن پرساد بیتاب نے قتل نظیر اور گورکھ دھندا جیسے ڈراموں کے علاوہ رامائن اور مہابھارت کی کہانیوں پر مبنی ڈرامے لکھے۔

اردو ڈرامہ نگاری میں آغا حشر کاشمیری روایتی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے بہت سے ڈرامے لکھے مثلاً اسیر حرص، شہری حور، خوبصورت بلا، سفید خون، رستم و سہراب، دل کی پیاس وغیرہ لکھی۔ اب تک اردو میں المیہ ڈرامے نہیں لکھے گئے تھے۔ آغا حشر نے رستم و سہراب کی داستان پر مبنی المیہ ڈرامہ لکھا۔

اسی دور میں بعض غیر ملکی زبان کے ڈرامے اردو زبان میں ترجمے کیے گئے۔ ان ترجموں میں منشی محمد رائج، منظور علی خاں، افضل حسین، لکھنؤ، جوالا پرساد منشی، نور الٰہی وغیرہ نام قابلِ ذکر ہیں۔

غیر ملکی ڈرامے کے ترجموں سے نہ صرف یہ کہ اہلِ اردو کو غیر ملکی ڈراموں سے واقفیت ہوئی بلکہ اردو ڈرامہ نگاروں کو سیکھنے اور اپنے ڈراموں کا

کا معیار بلند کرنے کا موقع ملا - کچھ معاشرتی ڈرامے بھی منظر عام پر آئے - معاشرتی ڈراموں میں عبدالحلیم شرر کا "میوہ" مولانا عبدالماجد دریابادی کا "زود پشیماں" اور برجموہن و تاتریہ وغیرہ کے نام لئے جا سکتے ہیں ان ڈراموں کی حیثیت ادبی سے زیادہ تاریخی ہے ۔

آغا حشر کے بعد اردو ڈرامے کا بازار سرد پڑ گیا جسے امتیاز علی تاج نے زندہ کیا - ان کا ڈرامہ "انارکلی" اردو ادب میں کا سب اچھا ڈرامہ ہے ادبی حلقوں میں اسے کافی سراہا گیا - اس کے بعد اپندر ناتھ اشک، کرشن چندر، عصمت چغتائی، سید عابد حسین، پروفیسر محمد مجیب، حکیم شجاع احمد، راجندر سنگھ بیدی، محمد محسن، حبیب تنویر، قدسیہ زیدی، کرتار سنگھ دگل وغیرہ ادیبوں کی پوری فہرست ہے - جنہوں نے اردو ڈرامے کو ہر طرف ریڈیو کے لئے لکھا - ریڈیو کی تکنیک سے مختلف ہے - لیکن ان ڈراموں کی ادبی حیثیت مسلم ہے - پروفیسر محمد مجیب کا ڈرامہ "دارا شکوہ" اور کرشن چندر کا ڈرامہ "دروازہ کھول دو" اور مقصدیت کے اعتبار سے اردو ڈرامے کی طویل ثقافتوں اور سماجی ضرورتوں کے تابع کرنے کا بین ثبوت ہے -

—x—

Scanned with CamScanner